حرف و سخن
HARF-O-SUKHAN
Urdu Research Journal of PAKISTAN
ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

''کلیاتِ اقبال'' مرتبہ مقصود مظہر راٹھور: تنقیدی مطالعہ

ڈاکٹر سید شیراز علی زیدی
معلم شعبہ اقبالیات
علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، اسلام آباد

Abstract

Since 1973, editions of Kulyat E Iqbal (Urdu) have been Published by various publishers and institutions, but unfortunately none of the editors have followed the principles of textual criticism in editing or compiling. For this reason, no reliable edition of Klam e Iqbal Urdu has come out so far. Iqbal Academy, Pakistan has also compiled a version of Kulyat e Iqbal (Urdu) which is considered the best version till now, but the criticism on it shows that even the compilers of this institution did not give the importance to the principles of editing. Disappointed with the Academy's version, Col Maqsood Mazhar Rathor edited a new version of Kulyat E Iqbal Urdu that published by Aiwan e Ilm o Fun Lahore in 2020, but due to not following of any principle of textual criticism, it also seems to have all the flaws of earlier editions. This article consists of the critical study of this compiled Kulyat and points out the flaws that appear against to the compiler's claim.

کلیدی الفاظ: کلیاتِ اقبال اردو، تدوین، ترتیب

کلیات اقبال اردو اور فارسی کے تنقیدی نسخے کی تیاری ہمیشہ ہی سے صرف نظر یا سہل پسندی کا شکار رہی ہے۔ انفرادی یا اجتماعی سطح پر ابھی تک اقبال کی شاعری کا کوئی ایسا نسخہ تیار نہیں کیا جا سکا جسے تدوین کے اصولوں کے مطابق ترتیب دیا گیا ہو اور جسے مستند یا قابل اعتبار کہا جا سکتا ہو۔ اقبال کی اردو فارسی کلیات کو مرتب کرنے کا ایک کارنامہ پاکستان میں اقبال اکادمی بھی انجام دے چکی ہے لیکن جا بجا ہونے والی تنقید سے واضح ہو جاتا ہے کہ ان نسخوں کو مرتب کرنے کے لیے مرتبین نے کتنی دقتِ نظر سے کام لیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یا تو اقبال کی شاعری کی تدوین کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا گیا یا اب ایسے مشاق محققین ناپید ہو چکے ہیں جو تدوینی امور میں مہارت رکھتے ہوں۔ اقبال اکادمی کی مرتبہ کلیات کے برسوں بعد کلیات اقبال اردو کا ایک نسخہ لیفٹیننٹ کرنل مقصود راٹھور نے بھی مرتب کر دیا ہے جو نومبر 2020ء میں ایوانِ علم و فن لاہور سے شائع ہوا اور مجھ تک پی ایچ ڈی کے ایک طالب علم طالب ہاشمی کے توسط سے پہنچا۔ تعارفی صفحات سے معلوم ہوتا ہے کہ نسخے کی خطاطی و فنی تدوین کے فرائض کسی عرفان احمد قریشی صاحب نے انجام دیے ہیں (اب یہ فنی تدوین کس بلا کا نام ہے اور مرتب کے کام سے کہاں اور کس طرح الگ ہے اس کے لیے قارئین اور محققین کو اپنی قوت ادارک کو کام میں لانا ہوگا) مصوری کے فرائض اسلم کمال نے انجام دیے ہیں (یہ تصاویر بطور خاص اس کتاب کے لیے مصور نہیں کی گئیں۔ اسلم کمال کے یہ فن پارے عام دستیاب ہیں۔ مرتب نے انھیں کتاب میں جا بجا بغیر کسی اہتمام کے نتھی کیا ہے)

مجلس مشاورت میں ناموں کی فہرست سے معلوم ہوتا ہے کہ اس میں اقبالیات کے میدان کی مشہور شخصیات ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی اور محمد سہیل عمر بھی شامل ہیں۔ حرف تشکر میں تدوین، تکمیل اور نظر ثانی کے لیے بھی مرتب نے دیگر کے ساتھ ان کا بطور خاص شکریہ ادا کیا ہے۔ مقدمے سے یہ بھی پتہ چلتا ہے کہ دبستان اقبال کے سرپرستِ اعلیٰ فرزندِ اقبال جاوید اقبال اور اقبال کے نواسے میاں اقبال صلاح الدین نے ایسی کلیات شائع کرنے کا مشورہ دیا تھا، جس میں اس سے قبل کی اشاعتوں کی خامیاں نہ ہوں اور اقبال کے آخری ایام میں طباعت و اشاعت کے جو خلا رہ گئے ہیں وہ بھی پر کر دیے جائیں۔ چناں چہ ان ہی نکات کی روشنی میں مرتب نے اس نسخے کی تدوین کے فرائض انجام دیے ہیں اور ساتھ ہی "بالِ جبریل"، "ضربِ کلیم" اور "ارمغان حجاز" جیسے فکر افروز مجموعہ ہائے کلام کے الگ الگ دیباچے لکھنے کا کارنامہ بھی سر انجام دے دیا ہے (جسے خود اقبال ان کے دوستوں، معاصرین اور ماہرین اقبالیات نے اس سے پہلے کبھی قابل توجہ نہیں گردانا)

سات سو اکاسی صفحات پر مشتمل اس کلیات کو مقدمے اور اشاریے کے ساتھ مجلد شائع کیا گیا ہے۔ سرورق اور اندرون سرورق میں فرق ہے۔ سرورق پر کلیات اقبال اردو کے نیچے اردو کلام کے چاروں مجموعوں کے نام بالترتیب اور آخر میں اقبال درج ہے۔ جب کہ اندرون سرورق میں، کلیاتِ اقبال اردو کے نیچے اقبال اور آخر میں "ایوانِ

علم و فن لاہور" تحریر ہے۔ پس ورق پر اقبال کی نظم لالہ ءصحرا کے خطی نسخے کا عکس دیا گیا ہے۔ اوپر صفحات کے نمبر ہر تصنیف کے اعتبار سے الگ الگ دیے ہیں اور ان میں بھی ابتدائی صفحات کو فہرست، مقدمے، دیباچے سمیت حروف ابجد کے مطابق شمار کیا گیا ہے۔ نمبر ا" بانگ دراء" کی پہلی نظم "ہمالہ" سے شروع ہوتا ہے جب کہ نیچے نمبر مسلسل دیے گئے ہیں جن کے مطابق صفحات کی تعداد 781 بنتی ہے۔ آخر میں چند صفحات خالی بھی ہیں۔

مقدمے میں مرتب نے مختلف اداروں کی طرف سے شائع شدہ کلیات اقبال میں غیر ذمے دارنہ رویے کو ہدفِ تنقید بناتے ہوئے علما و فضلا کی دس رکنی جماعت کی عرق ریزی کے نتیجے میں اقبال اکادمی کی طرف سے شائع ہونے والے 1990ء کے نسخے کو بین الاقوامی طور پر مستند اور معیاری قرار دینے کے بعد اس کی فروگزاشتوں کو واضح کیا ہے۔ جس کے مطابق اس نسخے میں اقبال کے کڑے معیار کو نظر انداز کرتے ہوئے، کلام میں ان کے اپنے ہاتھوں سے لگائے گئے رموز و اوقاف اور متن کی ترتیب کا خیال نہیں رکھا گیا تھا۔ مرتب کے بقول "بالِ جبریل" کے قدیم نسخے کی انفرادیت ترچھی سطور میں خالی جگہوں میں دی گئی رباعیات میں ہے جو اس اہتمام سے شامل کی گئی تھیں کہ فوراً ہی ازبر ہو جائیں لیکن افسوس کہ اکادمی اور اس کی تقلید میں دیگر شائع ہونے والے نسخوں میں بھی انھیں ایک جگہ اکٹھا کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے ان کا حسن ماند پڑ گیا ہے۔ راٹھور کے خیال میں ہر نظم اور اس کے ساتھ شامل کیے گئے قطعے کا آپس میں باطنی اور معنوی ربط ہے مگر اکادمی کی کلیات کے مدونین اس کا ادراک نہیں کر سکے۔ مرتب مزید فرماتے ہیں:

"اکادمی کی اس فروگزاشت سے دل برداشتہ ہو کر راقم نے کلیات کا ناقدانہ جائزہ لینا شروع کیا تو مجھ پر منکشف ہوا کہ اکادمی نے "بانگ درا"، "بالِ جبریل" اور "ضربِ کلیم" کو کلیات کی شکل میں شائع کرتے ہوئے ان مجموعوں سے کچھ ایسے انحرافات کیے ہیں جن کا بظاہر کوئی علمی جواز نہیں بنتا تھا۔ ان انحرافات میں سے بعض کا تعلق اصل متن سے ہے اور بعض کا املا، اعراب اور رموز و اوقاف سے۔"(1)

املا سے انحراف کو تو مرتب نے وقت کے ساتھ ساتھ زبان کی تحریر میں تبدیلی جاری رہنے کی رعایت دے کر قابل درگزر قرار دیا ہے لیکن رموز و اوقاف میں معمولی سا تغیر بھی ان کے خیال میں انتہائی سنگین نوعیت رکھتا ہے کیوں کہ اس سے کلام کی معنویت بدل جاتی ہے۔ مرتب کے مطابق تصریف شدہ کلیات میں فجائیہ، سکتہ، استفہامیہ وغیرہ کے علاوہ علامتِ معرفہ کو بھی غائب کر دیا گیا ہے جب کہ علامہ نے خود ان کا اہتمام کیا تھا۔ مرتب نے رموز و اوقاف کی تاریخ پر مختصر روشنی ڈالنے اور ان کی اہمیت بیان کرنے کے بعد کلیات اقبال اردو سے چند مثالیں بھی پیش کی ہیں جن میں رموز و اوقاف نظر انداز کیے گئے ہیں اور دعوا کیا ہے کہ اکادمی کی کلیات میں ایسی سینکڑوں غلطیاں موجود ہیں۔ اعراب کے بارے میں ان کا موقف ہے کہ:

"ان کا اہتمام اس طرح کرنا چاہیے جیسا علامہ کی حیات میں تینوں مجموعوں یعنی، "بانگ دراء"، "بالِ جبریل" اور "ضربِ کلیم" میں ملحوظ رکھا گیا تھا۔ اس مقصد کے لیے تینوں مجموعوں کے اولین ایڈیشن اور حضرت علامہ کی بیاضوں سے سرِ مو انحراف ہمارے نزدیک جائز نہیں۔"(2)

مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتب قدیم نسخوں کے مطابق رباعیات کو ترتیب دینے، اقبال کی املا کے مطابق رموز و اوقاف کا اہتمام کرنے، قرآنی آیات، احادیث اور عربی مقولوں کو خطِ نسخ میں تحریر کرنے، بالِ جبریل، ضربِ کلیم اور ارمغانِ حجاز کے الگ الگ دیباچے لکھنے کی غرض سے کلیات کی تدوین کا کارنامہ سرانجام دینا چاہتے تھے۔ اس کے ساتھ انھوں نے ایک اضافی کارنامے کا ذکر بھی درج ذیل الفاظ میں کیا ہے:

"راقم کا اپنی اس کارکردگی پر نازاں ہونا قطعاً بے جا نہیں کہ ہم نے کلیاتِ اقبال کے تمام اشعار کا شماریہ (Numbering) ترتیب دے کر ہر مطلوبہ شعر کی تلاش میں آسانی پیدا کر دی ہے اور بین الاقوامی سطح پر حوالے کا ایک ایسا مستند نظام فراہم کر دیا ہے جو کتب سے لے کر ملٹی میڈیا تک کسی بھی شعبے میں معاون ہو گا۔"(3)

اس شماریے میں مرتب نے بالِ جبریل کے آغاز میں دیے گئے بھرتری ہری کے شعر "پھول کی پتی سے کٹ سکتا ہے۔۔" پر بھی نمبر لگایا ہے۔ اس تمام تفصیل سے کلیات اقبال اردو کی تدوین کے سلسلے میں مرتب کا لائحہ عمل واضح ہو جاتا ہے اور یہ بات بھی بخوبی سامنے آجاتی ہے کہ مرتب تدوین کے اصولوں سے واقفیت نہیں رکھتے۔ انھوں نے کس نسخے کو

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

بنیادی نسخہ قرار دیا ہے اور کس بنیاد پر اور اگر کسی ایک نسخے کو بنیاد نہیں بنایا تو اس کی کیا وجہ ہے ؟ کون کون سے نسخے ان کی نظر سے گزرے ہیں ؟۔ اختلافاتِ نسخ کس مصیبت کا نام ہے ؟ اس کا اندراج کہاں ہونا چاہیے ؟ تصحیح کے کیا اصول ہیں ؟ املا میں کس قاعدے کو ترجیح دی گئی ہے ؟

مرتب نے مقدمے میں اقبال اکادمی کی شائع کردہ کلیات پر پہلا اعتراض یہ کیا ہے کہ اس میں "بالِ جبریل" کے قدیم نسخوں میں موجود ترچھی سطور میں لکھی ہوئی رباعیوں یا دو بیتیوں کو ان کے خاص مقام سے ہٹا کر ایک جگہ اکٹھا کر دیا ہے جس سے ان کا انفرادی حسن ماند پڑ گیا ہے لیکن اقبال اکادمی کی شائع کردہ کلیات کو دیکھا جائے جس کے تدوینی منصوبے میں ماہرینِ اقبالیات کی ایک طویل فہرست نظر آتی ہے تو اس کے مقدمے میں اس وقت اکادمی کے ناظم پروفیسر محمد منور موقف اپناتے ہیں کہ :

> "علامہ کے زمانے میں بعض ضروریات کی وجہ سے خالی جگہ کو دو بیتیوں سے بھر دیا جاتا تھا، ہم نے صفحے میں رہ جانے والے ایسے خلا کو پُر کرنا ضروری نہیں سمجھا اور دو بیتیوں کو مناسب مقامات پر منتقل کر دیا۔ یوں کہہ لیں کہ اس باب میں ہم نے معیاری رواج کو ترجیح دی ہے۔ اس طرح مختلف حصوں کی اپنی اپنی معنوی اور صنفی وحدت مزید نمایاں ہو گئی، نیز کتاب کا آرائشی پہلو مزید اجاگر ہو گیا۔"(4)

مقصود راٹھور کی نظر میں جو چیز خامی بن کر ظاہر ہوئی ہے اور جس سے ہر قطعے اور نظم کی معنوی اور باطنی وحدت مجروح ہوئی ہے اسے اقبال اکادمی کے مدونین نے احسن اور معنوی و صنفی وحدت نمایاں ہونے کا سبب قرار دیا ہے۔ راٹھور نے املا سے انحراف کو قابل در گزر قرار دیا ہے جب کہ اقبال اکادمی کے مرتبین نے "املا کی اساس رواج کے بجائے استناد"(5) کو قرار دیا ہے۔ صحت متن کے سلسلے میں کیا اصول اپنائے گئے اس کے بارے میں زیر مطالعہ کلیات میں کچھ پتہ ہے نہ ہی اقبال اکادمی کی کلیات میں کہیں سراغ ملتا ہے۔ البتہ پروفیسر محمد منور صاحب نے مقدمے کے اسی صفحے پر کلیات میں کئی توضیح طلب مقامات کی ضرورت کو پورا کرنے کے لیے علامہ اقبال اور مدونین کے حواشی پر مشتمل ایک الگ جلد بنانے کی اطلاع دی ہے۔ یہ جلد کہاں ہے ؟ اور حواشی کو بنیادی نسخے سے الگ کیوں کیا گیا۔ اس کی وجہ بھی کہیں درج نہیں ہے۔

پروفیسر محمد منور کے مقدمے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اکادمی نے مدونین کی ایک جماعت اکٹھی کرنے کے بعد کسی بھی طرح اس کام سے جان چھڑانے کی کوشش کی ہے۔ اکادمی کی کلیات کے مقدمے سے جو چیز مدونین کا مطمحِ نظر دکھائی پڑتی ہے اور جس میں سب سے زیادہ جستجو کی گئی وہ یہ تھی کہ عبدالمجید پروین رقم کی خوش نویسی کے معیار کو قائم رکھنے کے لیے کلیات کی بہترین کتابت کرائی جائے کیوں کہ "دوسری چیزیں تو فراہم ہو جائیں گی مگر پرویں رقم کا حسن کتابت کہاں سے لائیں گے۔"(6) حسن اتفاق سے انھیں پرویں رقم کے مقابلے میں معجز نما خطاط تو مل گیا جس نے بقول ناظم اور مقدمہ نگار "اپنی تخلیقی اپج سے ایک ایسی آرائشی فضا پیدا کر دی ہے جس کی نظیر کلیات کے متداول نسخوں میں نہیں ملتی۔"(7) شومیٔ قسمت کہ وہ دوسری چیزیں فراہم نہیں ہو سکیں جن کا حصول مقدمہ نگار کی نظر میں شاید آسان تھا، ورنہ کلیات میں کہیں نہ کہیں اس کا سراغ ضرور مل جاتا۔ درج بالا تفصیل اس حقیقت کی غماز ہے کہ صحت متن اور منشائے مصنف کبھی کلیاتِ اقبال مرتب کرنے والوں کا مسئلہ رہی ہی نہیں، جو کہ تدوین کا اصل مقصد ہے۔ رفیع الدین ہاشمی کی کتاب "تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ" کے مقدمے سے معلوم ہوتا ہے کہ رشید حسن خاں نے خلیق انجم کی تجویز پر کلام اقبال کے تنقیدی ایڈیشن کی تیاری کا بیڑہ اٹھایا تھا اور اس منصوبے پر ہاشمی صاحب کی شراکت سے نومبر 2005ء میں عمل درآمد ہونا تھا مگر پہلے ہر دو شخصیات کی علالت اس راہ میں مزاحم ہوئی اور بعد ازاں 26 فروری 2006ء میں خاں صاحب کی وفات کے بعد یہ منصوبہ ہی ختم ہو گیا۔(8)

رفیع الدین ہاشمی کے مقدمے سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اقبال اکادمی کے مرتبین کے پیش نظر شیخ غلام علی والا نسخہ ہی رہا۔ اسی میں پہلی بار قطعات کو رباعیات کے عنوان سے یکجا کیا گیا(9) جب کہ اکادمی کے ناظم نے اسے اپنے کارنامے کے طور پر بیان کیا ہے۔ دیباچے کے اسی صفحے پر ہاشمی صاحب نے قطعات کو منشائے مصنف کے برخلاف ترتیب دینے کی خامی کے ساتھ کلیات میں اشاریہ نہ ہونے کا بھی ذکر کیا ہے۔ راٹھور نے اپنے مرتبہ نسخے میں قطعات کی قدیم ترتیب برقرار رکھنے کے ساتھ شخصیات، مقامات، حیوانات، موضوعات اور کتب و رسائل کا ایک اشاریہ بھی شامل کیا ہے۔

مروجہ طریقہ یہ ہے کہ اشاریے میں ان صفحات کی نشان دہی کی جاتی ہے جن میں مطلوبہ موضوع موجود ہوتا ہے لیکن راٹھور نے چوں کہ اشعار پر نمبر لگا دیے ہیں اس لیے ان کے اشاریے میں مطلوبہ موضوع سے متعلق شعر یا اشعار کے نمبروں کا اندراج ہے۔ یہ ایک بہت اچھی کاوش ہے کیوں کہ اس طرح پورا صفحہ دیکھنے کے بجائے موضوع

سے مطلوب شعر تک براہ راست رسائی ہو جاتی ہے مگر اس اشاریے میں احتیاط سے کام نہیں لیا گیا۔ مثال کے طور پر شخصیات میں "آذر" کی نشان دہی شعر نمبر 904 میں کی گئی ہے۔ شعر نمبر 904 کے دوسرے مصرعے میں "یہ شرارہ بجھ کے آتش خانۂ آذر بنا"، "آذر" موجود ہے مگر جب آگے اکبر، نذر علی حیدی: 774 کے مطابق شعر نمبر 774 دیکھتے ہیں تو یہ شعر سامنے آتا ہے "کوئی اب تک نہ یہ سمجھا کہ انساں / کہاں جاتا ہے آتا ہے کہاں سے" جس میں نشان دہی کی گئی شخصیت کا کوئی ذکر نہیں ہے۔ بعض جگہوں پر نمبروں کے ساتھ چھوٹا سا "ص" بھی بنا ہوا ہے۔ اس سے اشتباہ ہوتا ہے کہ یہاں شاید صفحہ نمبر کی نشان دہی ہو، مذکور نمبر کے ساتھ بھی یہی صورتِ حال ہے مگر کلیات کا متن ہی صفحہ 768 پر ختم ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد اشاریے کے صفحات ہیں۔ اسی طرح اشاریے کے مطابق شعر نمبر 773 پر جانِ جاناں، مظہر مرزا، اشعار نمبر 628، 512، 457 پر جاوید اقبال، فرزند اقبال، ہونے چاہییں تھے جو نہیں ہیں۔ یہ اغلاط ایک سرسری نظر میں سامنے آئی ہیں۔ ایسی اور نجانے کتنی غلطیاں جا بجا ہوں گی۔

اب آیئے رموز او قاف کی طرف، کلیات زیرِ مطالعہ کے مرتب نے سب سے زیادہ زور رموز او قاف پر دیا ہے۔ وہ اشعار میں علامہ کے ہاتھ سے لکھی ہوئی علامتِ استفہام کا حوالہ دیتے ہوئے نشاندہی کرتے ہیں کہ :

> "اسی طرح 'بالِ جبریل' ہی کی غزل، اگر کج رو ہیں انجم، آسماں تیرا ہے یا میرا؟ کے کل دس مصرعوں میں سے سات مصرعوں کے آخر میں سوالیہ نشانات حضرتِ علامہ کے اپنے عکسِ تحریر میں نظر آتے ہیں مگر ان کلیات مذکورہ میں یہ صرف پانچ جگہ لگائے گئے ہیں۔"(10)

پس ورق کے علاوہ بھی کلیاتِ زیرِ مطالعہ میں علامہ کی تحریروں کے عکوس شامل کیے گئے ہیں۔ صفحہ 712 پر "بالِ جبریل" کی نظم "جبریل و ابلیس" کے چند اشعار کا عکس دیا گیا ہے۔ اس میں علامہ نے ابلیس کے جواب پر مشتمل شعر کے مصرعے :

کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے؟ میں کہ تو؟

میں دو جگہ علامتِ استفہام استعمال کی ہے۔ زیرِ مطالعہ کلیات میں نظم کا یہ بند صفحہ 500 پر شامل ہے اور اس مصرعے کو یوں لکھا گیا ہے:

کون طُوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے، میں کہ تُو؟

علامہ کے املا کے مطابق "کون طوفاں کے طمانچے کھا رہا ہے" کے بعد علامتِ استفہام کو "سکتے" سے بدل دیا گیا ہے ۔ یعنی مرتب جس کام کے لیے دوسروں پر تنقید کر رہے ہیں، وہی کام خود بھی کیا ہے۔ ایسی ہی مثالیں سکتے اور فجائیہ سے انحراف کی بھی موجود ہیں۔ جیسے کہ پس ورق دیے گئے "لالہء صحرا" کے خطی نسخے کے عکس کے مطابق مصرعے "منزل ہے کہاں تیری اے لالہء صحرائی" کے بعد کوئی علامت موجود نہیں ہے مگر مرتب نے صفحہ 473 پر اس مصرعے کے بعد علامت فجائیہ لگا دی ہے۔ انھیں مقدمے میں اس چیز کی وضاحت کرنی چاہیے تھی کہ رموز او قاف کے سلسلے میں کہاں تک وہ منشائے مصنف پر عمل کریں گے اور کہاں اپنی طرف سے علامات کا اضافہ کریں گے۔ مقدمے سے تو یہی معلوم ہوتا ہے رموز او قاف کے سلسلے میں وہ ہر صورت منشائے مصنف کے موید ہیں۔

مقدمے میں مرتب نے اعراب کے ضمن میں بھی دیگر مرتبین کی خوب خبر لی ہے۔ "شکوہ" کے تیسرے بند کے دوسرے شعر کے مصرعے "شرط، انصاف ہے اے صاحبِ الطافِ عمیم" کے سلسلے میں فرماتے ہیں کہ یہاں شرط کے بعد وقفہ ہونا چاہیے تھا لیکن دیگر کلیات میں زیر لگا کر مصرعے کے معنی زیر زبر کر دیے گئے ہیں۔(11) زیرِ مطالعہ کلیات میں "بالِ جبریل" کی غزلوں کو دیکھتے ہوئے ایک اچٹتی ہوئی نظر صفحہ نمبر 396 پر دی گئی مشہور غزل "خرد کے پاس خبر کے سوا کچھ اور نہیں" کے مصرعے : " گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ہے ورنہ " پہ پڑ گئی۔ اس میں مرتب کو کہیں سکتے، کسر، فتحہ، وغیرہ کا خیال نہیں آیا حال آں کہ سکتے اور فتحہ کے بغیر یہ مصرعہ پورے طور پر منہدم ہو جاتا ہے۔ اس مصرعے کو یوں ہونا چاہیے :

"گراں بہا ہے تَو، حفظِ خودی سے ہے، ورنہ" مصرعہ ثانی ہے "گہر میں آبِ گہر کے سوا کچھ اور نہیں

اگر "تو" کو "پیش" سے پڑھا جائے (جیسا کہ اکثر لوگ پڑھتے ہیں) اور "حفظِ خودی سے ہے" کے بعد سکتہ نہ لگایا جائے تو معنی تو الگ رہے مصرعے کی ترکیب ہی مجہول ہو جاتی ہے۔ مرتب نے دوسرے مصرعے میں تو زبر زیر پیش کے ساتھ فجائیہ کا بھی اہتمام کیا ہے مگر پہلا مصرعہ شاید خود ان کی سمجھ میں نہیں آ سکا۔ اس شعر کے سلسلے میں اکادمی نے

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

خوب کام کیا ہے کہ مصرعے کو مجہول ہونے سے بچانے کے لیے "حفظِ خودی سے" کے بعد کا "ہے" ہی حذف کر دیا اور مصرعہ یوں بنا دیا" گراں بہا ہے تو حفظِ خودی سے ورنہ "(13) صاف پتہ چلتا ہے کہ مرتبین یا کاتب نے بھی "تو" کو مضموم پڑھ کے اپنی دانست میں اقبال کی تصحیح فرمادی ہے۔ انھیں یہ نہیں معلوم ہو سکا کہ اس طرح مصرعہ ہی بے وزن ہو گیا ہے۔

قطعات کی قدیم نسخوں کے مطابق ترتیب کے سلسلے میں بھی مرتب عجیب مغالطے کا شکار ہوئے۔ میرے سامنے "بالِ جبریل" کی جنوری 1935ء تاج کمپنی کی اشاعت موجود ہے۔ اس میں دیکھا جا سکتا ہے کہ جس صفحے پر غزل یا نظم کا اختتام ہو رہا ہے اور صفحے پر جگہ بچ گئی ہے، وہاں قطعات کو شامل کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر پہلی غزل "میری نوائے شوق سے۔۔" کے خاتمے پر قطعہ "ترے شیشے میں مے باقی نہیں ہے۔" درج ہے (12) اس سے ایک تو خالی جگہ بھری دوسرے صفحات کی بھی بچت ہو گئی اور کتاب کی جمالیات بھی متاثر نہیں ہوئی۔ راٹھور صاحب کی تفہیم کے مطابق اقبال نے یہ رباعیات خاص مقصد کے تحت شامل کیں جن کا صفحہ مذکور پر شامل نظم یا غزل سے کوئی باطنی ربط ہے اور اس مقصد کے لیے انھوں نے ان رباعیات کو قدیم ترتیب کے مطابق اس انداز سے رکھا کہ جس صفحے پر غزل یا نظم ختم ہو رہی ہے، اسی صفحے پر درمیان میں قطعہ دے کر دوسری غزل یا نظم شروع کر دی ہے۔ مثال کے طور پر اسی پہلی غزل کے بعد صفحہ 348 پر مذکور قطعے کے بعد دوسری غزل "اگر کج رو ہیں انجم آسماں تیرا ہے یا میرا" شروع ہو جاتی ہے۔ اس سے کلیات میں عجیب بے ڈھنگا پن اور غیر جمالیاتی عنصر پیدا ہو گیا ہے۔ اگر قدیم نسخوں کی پیروی ہی مقصود تھی تو پھر اسی چلن کو اپنایا جاتا اور نئی نظم یا غزل اگلے صفحے سے شروع کی جاتی۔ راٹھور صاحب کے طریقے سے تو عجیب سی الجھن محسوس ہوتی ہے۔ انھوں بس ترچھی سطور میں لکھنے ہی کو اپنی دانست میں وہ حسن اور جمالیات سمجھ لیا ہے جو اقبال کا مقصود تھی۔

مرتب نے علامتِ اسم معرفہ کے نظر انداز کیے جانے پر بھی اکادمی کے مرتبین پر تنقید کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ علامہ نے اپنے کلام میں اسے بکثرت استعمال کیا ہے مگر اکادمی کے مرتبین نے اس کی پرواہ نہیں کی۔ انھوں "بالِ جبریل" کی نظم "ذوق شوق" کے شعر "شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود/ فقرِ جنید و بایزید تیرا جمالِ بے نقاب!" کی مثال کے ساتھ سنجر و سلیم اور جنید و بایزید پر خط کھینچ کر نشان دہی کرتے ہوئے فرمایا کہ علامہ کے عکسِ تحریر میں تقریباً ہر مقام، شخصیت یا خاص شے کے نام پہ معرفہ کی علامت نظر آئے گی۔ (14) اب جو اس خامی کے دور ہونے کی تصدیق کے لیے زیرِ مطالعہ کلیات کھولی تو صفحہ 144 سامنے آگیا۔ سب سے پہلے شعر میں جس کا نمبر 904 ہے کے دوسرے مصرعے "یہ شرارہ بجھ کے آتش خانہ ٔ آذر بنا" میں "آذر" اسم معرفہ ہے مگر یہاں معرفہ کی علامت نظر نہیں آئی۔ اسی صفحے پر شعر نمبر 907 کے پہلے مصرعے میں "ابراہیم" کا لفظ ہے "توڑ دیتا ہے بتِ ہستی کو ابراہیمِ عشق" اس میں بھی "ابراہیم" پر کوئی علامت نہیں ہے۔

مرتب نے ایک محنت طلب کام یہ بھی کیا ہے کہ اسلم کمال کی جن تصاویر کے ساتھ موقع محل کے مطابق اشعار موجود نہیں تھے انھیں کلیات شائع ہونے کے بعد علاحدہ سے کاغذ کی پٹیوں پہ ٹائپ کروا کے چسپاں کروا دیا ہے لیکن اس میں صفحہ 528 پر تصویر کے نیچے دی گئی دوبیتی کے مصرعے "شریکِ زمرہ لایحزنوں کر" میں "لایحزنوں" غنہ کی بجائے "ن" معروف سے لکھا گیا ہے۔ حال آں کہ قافیہ دروں، جنوں ہے۔ لایحزنون لکھنے سے شعر ہی بے وزن ہو جاتا ہے۔

املا کے ضمن میں راٹھور یہ فرما کر سہولت سے گزر گئے ہیں کہ "جہاں تک املا کے انحراف کا معاملہ ہے تو وہ اس لحاظ سے قابلِ در گزر ہے کہ وقت کے ساتھ ساتھ زبان کی تحریر میں املا کی تبدیلیاں جاری رہتی ہیں۔" (9) لیکن اقبال کی املا کے سلسلے میں معاملہ اتنا سادہ نہیں ہے۔ اقبال "تہران" کو "طہران" لکھتے ہیں۔ "کوہستان" کو "قہستان، ترکیب بناتے وقت "گرمئ آدم" میں کسر کی بجائے اضافت کے طور پر ہمزہ استعمال کرتے ہیں۔ "نوائے شوق" میں "نوا" کے بعد بطور اضافت استعمال ہونے والی یے "پر" ہمزہ" بھی لگاتے ہیں۔ یعنی "نوائے شوق" لکھتے ہیں۔ "بھنور" کا املا" بہنور"، "آنکھ" کا "آنکہ"، "دیے" کا "دئے" کرتے ہیں۔ اپنے نام محمد اقبال پر علامت (ص) لگا دیتے ہیں جو حضور ﷺ کے لیے خاص ہے۔ ایسی بہت سی چیزیں ہیں۔ مرتب کو مقدمے میں اقبال کی املا پر تفصیلی روشنی ڈالنی چاہیے اور پھر بتانا چاہیے کہ وہ املا میں کن اصولوں اور قاعدوں کو پیش نظر رکھے گا۔ زیرِ مطالعہ کلیات میں کسی اصول کی نشان دہی نہیں کی گئی۔ مثال کے طور پر اقبال "لالہ صحرا" کے ساتویں شعر میں "گرمئ آدم" لکھتے ہیں۔ یعنی اضافت کے لیے ہمزہ کا استعمال کرتے ہیں تو مرتب نے صفحہ 474 پر اس نظم کے شعر نمبر 3273 میں "گرمیِ آدم" زیر سے لکھا ہے۔ اشاریے میں شخصیات میں "آذر" اور "آزر" الگ الگ تلفظ سے موجود ہے۔ مرتب کو بتانا چاہیے کہ اقبال نے "آذر" کو "ذ" سے اور "ز" سے دونوں طرح لکھا تو کہاں اور کیوں لکھا۔ مرتب نے اقبال کی املا کو پیش نظر

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

رکھا ہے یا اپنی فہم سے کام لیا ہے۔ کہستان کی املا اقبال کی پیروی میں "قہستان" کیوں کی ہے درست تلفظ کیوں نہیں کیا۔ اقبال اکثر "میری" کی املا "مری" کرتے ہیں۔ اس سے وزن متاثر ہوتا ہے۔ مرتب نے کہیں اقبال کی پیروی میں "مری" املا کو درست سمجھا ہے اور کہیں برخلاف "میری" کر دیا، اس کی کیا وجہ ہے؟ نسخے کے عکس صفحہ 712 کے مطابق "جبریل وابلیس" میں "اللہ ہو، اللہ ہو" کا "ہو" اقبال نے کہنی دار "ہے" سے لکھا ہے۔ مرتب نے صفحہ 501 پر اقبال کی املا کے برخلاف شعر نمبر 3474 میں "اللہ ھو" کا "ھو" ہائے مخلوط "ھ" سے کیوں بدلا؟۔ اقبال کا املائی اسلوب ایک بڑا موضوع ہے۔

حاشیے کے سلسلے میں کلیاتِ زیرِ مطالعہ کے مرتب نے اکادمی اور دیگر مرتبین ہی کی پوری طرح پیروی کی ہے اور اس کام کو درخورِ اعتنا نہیں سمجھا ۔ تدوین میں حواشی کتنی اہمیت کے حامل ہوتے ہیں، یہ بات تدوین کا معمولی سا علم رکھنے والا بھی بخوبی جانتا ہے۔ تاہم یہ ایک حقیقت ہے کہ کلیاتِ اقبال کے تنقیدی ایڈیشن کی تیاری کوئی سہل کام نہیں ہے۔ رشید حسن خاں کی یہ رائے درست ہے کہ کلام اقبال کے اردو فارسی نسخوں کو الگ الگ مرتب کیا جائے۔ ہر جلد میں اس کے کئی ضمیموں پر مشتمل حواشی و تعلیقات جلد کے آخر میں شامل کیے جائیں۔ حواشی میں ہر نظم اور غزل کا زمانہء تصنیف متعین ہو۔ یہ بھی بتایا جائے کہ پہلی بار کب چھپی اور بعد میں اس میں کیا کیا ترمیم و تنسیخ کی گئی۔ تمام تبدیلیوں کو حوالوں کے ساتھ بیان کیا جائے۔ یہ بھی بتایا جائے کہ زیرِ تدوین مجموعہ اقبال کے دور میں کتنی بار شائع ہوا اور کس نے مرتب کیا؟ اس کے خطی نسخے کہاں کہاں دستیاب ہیں؟ کیا تمام کلام، اقبال کے اپنے خط میں موجود ہے؟ مطبوعہ اور خطی نسخوں کے متن میں کوئی اختلاف ہے؟ اگر ہے تو اس کی وضاحت کی جائے اور وجوہات کا تعین کیا جائے۔ اقبال کے کلام میں جو دوسرے شعرا کا کلام شامل ہے جس کی اقبال نے خود بھی کئی جگہ نشان دہی کی ہے، تخریج کے اصولوں کی روشنی میں ان کا اندراج ہو۔ آخر میں تلمیحات اور ضروری الفاظ کی فرہنگ بھی ہو۔ مقدمے میں املا کے اصول، رموزِ اوقاف، علامات اور نشانات کی تفصیل دی جائے اور متن کو ترتیب دینے کے لیے جو اصول پیشِ نظر رکھا ہے اس کی بھی وضاحت ہو۔ جب سب مجموعے اس طرح شائع ہو جائیں، تب انھیں کلیات کی صورت میں چھاپا جا سکتا ہے۔(16)

کلیاتِ زیرِ مطالعہ کے مرتب نے کلیات کی تدوین میں جس خلوص کا مظاہرہ کیا ہے وہ قابل داد ہے مگر تدوین کا کام اصول و قواعد کا متقاضی ہے۔ اس میں ایک خاص قسم کی مہارت اور جان مارنے کا جذبہ درکار ہے۔ موجودہ صورت میں زیرِ مطالعہ کلیات بھی دیگر کی طرح محض ایک اضافہ ہی ہے۔ مرتب کو چاہیے کہ وہ اقبال کے اردو کلام کی تدوین کے لیے الگ الگ مجموعوں کا انتخاب کریں اور سب سے پہلے "ارمغانِ حجاز" کے اردو حصے کی تدوین کی منصوبہ بندی کریں کیوں کہ اس میں اردو کا مختصر کلام شامل ہے۔ البتہ اس کے لیے انھیں تدوین کے تمام اصول و قواعد کا بہت عمیق مطالعہ کرنا ہو گا اور اس کے ساتھ ساتھ ایسے افراد کو اپنے علاوہ بھی اس منصوبے میں شامل کرنا ہو گا، جو علم تدوین کے ماہر، علم عروض پر قادر، مخطوطہ شناس اور باریک بین ہوں۔ اسی صورت میں اقبال کے اردو کلام کا معیاری نسخہ تیار ہو سکتا ہے۔

حوالہ جات

۱۔ راٹھور، مظہر مقصود، لیفٹننٹ کرنل، مقدمہ، "کلیاتِ اقبال اردو" (لاہور: ایوانِ علم و فن، نومبر، ۲۰۲۰ء)، ص: ۹

۲۔ ایضاً، ص: ۱۴

۳۔ ایضاً، ص: ۱۵

4۔ محمد منور، پروفیسر، مقدمہ، "کلیاتِ اقبال اردو" (لاہور: اقبال اکادمی، 2004ء)، ص: 12

5۔ ایضاً

6۔ ایضاً، ص: 10

7۔ ایضاً، ص: 11

8۔ ہاشمی، رفیع الدین، ڈاکٹر، دیباچہ، طبع سوم، "تصانیفِ اقبال کا تحقیقی و توضیحی مطالعہ" (لاہور: اقبال اکادمی، 2010ء)، ص: 16

9۔ ایضاً، دیباچہ، طبع دوم، ص: 25

10۔ راٹھور، مقدمہ، ص: 11

ISSN Online : 2709-4030
ISSN Print : 2709-4022
Vol.7 No.4 2023

11۔ ایضاً،ص:13

12۔ اقبال،"بالِ جبریل"،(لاہور:تاج کمپنی،جنوری،1935)،ص:6

13۔ اقبال،"کلیاتِ اقبال اردو"،(لاہور:اقبال اکادمی،2004ء)،ص:378

14۔ راٹھور،مقدمہ،ص:13

15۔ ایضاً،ص:9

16۔ خان،رشید حسن،مضمون،"کلامِ اقبال کی تدوین"،مشمولہ "تدوین۔تحقیق،روایت"
https://www.rekhta.org/ebooks/tadween-tahqeeq-riwayat-rasheed-hasan-khan-ebooks ، بتاریخ 24 اگست 2022 ، بروز بدھ،دوپہر،2 بجے دن